رخسانہ نگار عدنان

ایک تھی مثال

عدیل اور فوزیہ نسیم بیگم کے بچے ہیں۔ بشریٰ ان کی بہو ہے اور ذکیہ بیگم کی بیٹی ہے۔ عمران بشریٰ کا بھائی ہے۔ مثال ذکیہ بیگم کی نواسی اور نسیم بیگم کی پوتی ہے۔ بشریٰ اور نسیم بیگم میں روایتی ساس بہو کا تعلق ہے۔ نسیم بیگم مصلحتاً "بیٹا بہو سے لگاوٹ دکھاتی ہیں۔ دوسری طرف ذکیہ بیگم کا کہنا ہے۔ ان کی بیٹی بشریٰ کو سسرال میں بہت کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ پانچ سال کی مسلسل کوششوں کے بعد بشریٰ کی نند فوزیہ کا بالآخر ایک جگہ رشتہ طے پا جاتا ہے۔ نکاح والے روز بشریٰ دولہا ظہیر کو دیکھ کر چونک جاتی ہے۔

عدیل سے شادی سے قبل ظہیر کا بشریٰ کے لیے بھی رشتہ آیا تھا مگر بات نہ بن سکی تھی۔ نکاح والے دن فوزیہ کی ساس زاہدہ اور ذکیہ بیگم بھی ایک دوسرے کو پہچان لیتی ہیں۔ بشریٰ اپنی ماں سے یہ بات چھپانے کے لیے کہتی ہے مگر عدیل کو پتا چل جاتا ہے۔ وہ ناراض ہوتا ہے مگر فوزیہ اور نسیم بیگم کو بتانے سے منع کر دیتا ہے۔ بشریٰ اور عدیل ایک ہفتے کے لیے اسلام آباد جاتے ہیں۔ وہاں انہیں پتا چلتا ہے کہ بشریٰ کے ہاں سات سال بعد پھر خوش خبری ہے۔

عفان اور عاصمہ اپنے تین بچوں اور والد کے ساتھ کرائے کے گھر میں رہتے ہیں۔ عفان کے والد فاروق صاحب سرکاری نوکری سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ گریجویٹی اور گاؤں کی زمین فروخت کر کے وہ اپنا گھر خریدنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ڈیڑھ کروڑ میں زمین کا سودا کر کے وہ عفان کے ساتھ خوشی خوشی شہر آ رہے ہوتے ہیں کہ ڈکیتی کی واردات میں قتل ہو جاتے ہیں۔

عفان کے قریبی دوست زبیر کی مدد سے عاصمہ عفان کے آفس سے تین لاکھ روپے اور فاروق صاحب کی گریجویٹی سے سات لاکھ روپے وصول کر پاتی ہے۔ زبیر گھر خریدنے میں بھی عاصمہ کی مدد کر رہا ہے۔

ستائیسویں اور آخری قسط

وہ ایک برا دن تھا۔

مثال کے لیے شاید بہت برا۔ سیفی اس کی زندگی تباہ کرنے کا پورا منصوبہ بنائے ہوئے تھا۔ اس کا پہلا فون میسج مثال کو خوف زدہ کر گیا۔

"میں جانتا ہوں تم مجھے مس کرتی ہو۔ ہو سکتا ہے یہ میرا وہم ہو لیکن یہ بھی سچ ہے کہ میں ابھی بھی تمہارے حسن کے سحر میں گرفتار ہوں اور اتنی دور سے صرف تمہیں دیکھنے نہیں آیا بلکہ تمہیں اپنے ساتھ لے جانے کے لیے آیا ہوں اور میرا دل کہتا ہے تم چند ہی دنوں میں واثق کو چھوڑ کر میرے ساتھ جا رہی ہو گی۔۔۔ میرے ساتھ۔۔۔"

وہ دہل کر رہ گئی تھی اس کا یہ میسج پڑھ کر۔۔۔

اور یہ آخری اور کاری ضرب ہوگی میری تباہ شدہ زندگی کو فنا کرنے کے لیے۔۔۔" اس نے ایک دم سے ہتھیار ڈال دیے۔ وہ پہلے والی ڈری سہمی مثال بن گئی تھی۔

واثق کب اس کے پاس آکر کھڑا ہوا اسے کچھ پتا نہیں چلا تھا۔

"یہ میری شرٹ پریس ہونے والی ہے۔" اس کی قریب سے آتی آواز نے اسے بے اختیار چونکایا تھا۔

سیل فون اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر کارپٹ پر گر گیا تھا۔

اس نے تیزی سے جھپٹ کر فون اٹھایا اور دوسرے ہاتھ سے شرٹ لے کر جانے لگی۔

"کس کا فون تھا؟" واثق نے پوچھا۔

"کسی کا نہیں۔" وہ مڑے بغیر جواب دے کر باہر چلی گئی۔

دونوں کے درمیان پچھلے کچھ دنوں سے عجیب سی سرد مہری آگئی تھی۔ دونوں ہی ایک دوسرے سے بات کرنے سے گریزاں تھے۔

اسے لگتا تھا کہ واثق اس سے بے زار ہو گیا ہے' دل اکتا گیا ہے اس کا مثال سے۔۔۔ یہ سوچ اسے رلا دیتی۔ وہ آنسو ضبط کیے بے دھیان سی یوں ہی پھرتی رہتی اور واثق کو لگتا وہ مثال کو سمجھ ہی نہیں سکا۔ وہ اسے خوش بھی نہیں کر سکا۔ وہ ساری خوشیاں جو اس نے مثال کو دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ان میں سے کچھ بھی نہیں دے سکا۔

پری کچھ دنوں سے خاموش تھی۔ پردہ اسکرین سے غائب۔ واثق کو لگنے لگا تھا شاید وہ سدھر گئی ہے۔ اگرچہ اس کا امکان کم ہی تھا۔ وہ تیار ہوتے ہوئے یہی کچھ سوچے جا رہا تھا۔

مثال کمرے کی چیزیں ٹھکانے پر رکھتے ہوئے باہر جانے لگی تو واثق نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

وہ کچھ پریشان سی اسے دیکھنے لگی۔

"بیٹھو یہاں میرے پاس۔۔۔ بات کرو مجھ سے۔۔۔ تمہارے دل میں کیا ہے' کیوں تمہارا رویہ میرے ساتھ اتنا تکلیف دہ ہو رہا ہے۔" وہ جیسے برداشت کی سب حدوں سے گزر رہا تھا۔

"میرا رویہ تکلیف دہ ہے؟" وہ پھٹی ہوئی آواز میں بولی۔

"میں کئی بار تو تمہیں بلانے کی کوشش کر چکا ہوں۔" وہ نرمی سے بولا۔

"کیا میں نے کوشش نہیں کی؟" وہ رندھے گلے کے ساتھ بولی۔

وہ اسے دیکھتا رہ گیا۔

"ہم دونوں ہی ایک دوسرے کے ساتھ غلط کر رہے ہیں' یہ خوامخواہ کی غلط فہمیاں۔۔۔" وہ رک گیا۔

"مثال! میں نے صرف تم سے محبت کی ہے۔ صرف تمہیں چاہا ہے۔ تمہیں ہی سوچا ہے۔ کم از کم تمہیں مجھ پر' میری محبت پر یوں شک نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اس لڑکی کی وجہ سے۔" وہ رک رک کر وہ بات کر رہا تھا۔ جو بات کبھی نہ کرنے کا اس نے اعلان کیا تھا۔

"تم تو اسے مجھ سے بہتر جانتی ہو، وہ کبھی نہیں چاہے گی کہ تم ایک خوش حال اچھی زندگی گزارو...."
"لیکن وہ سب کچھ جو اس نے کہا.... واثق...." مشال کہے بغیر رہ نہ سکی۔ واثق اسے دیکھتے ہوئے کچھ سوچنے لگا۔ پھر فیصلہ کن انداز میں سر جھٹک کر رہ گیا۔

"وہ وردہ کی دوست تھی اور ایک دو بار ہمارے گھر آچکی تھی اور بہت گھٹیا انداز میں وہ مجھے ٹریپ بھی کرنا چاہتی تھی مگر مجھے تو وہ کبھی بھی اچھی نہیں لگی.... کچھ لوگ جن سے آپ پہلی بار ملیں یا ہر روز مگر ایک بار آپ کا دل ان کے لیے ناپسندیدگی کا اظہار کر چکا ہے تو پھر وہ کبھی اچھے نہیں لگتے۔ لگ ہی نہیں سکتے۔ مجھے پری کبھی بھی اچھی نہیں لگی، جبکہ میں اس سے ملنے سے ہی پہلے تمہاری محبت میں گرفتار ہو چکا تھا۔ اسے کیسے پسند کر سکتا تھا۔" وہ رک رک کر بتا رہا تھا۔

"اور آپ نے پہلے مجھے یہ سب کچھ نہیں بتایا۔" مشال تلخی سے جتا کر بولی۔
"میرے نزدیک یہ اتنا اہم نہیں تھا کہ میں.... تمہیں بتاتا...." وہ اسی لہجے میں بولا تو مشال اسے دیکھ کر رہ گئی۔
"کیا اب بھی تمہیں میرا یقین نہیں؟" وہ کچھ خائف ہو کر پوچھ رہا تھا۔
"ایک آپ پر ہی تو مجھے یقین ہے اس پوری دنیا میں واثق! آپ ناراض تھے۔ مجھے لگ رہا تھا۔ ساری دنیا مجھ سے روٹھ گئی ہے۔ کوئی ایک بھی ایسا نہیں تھا جس سے میں اپنا درد کہہ سکتی۔ اتنے دن مجھے اس واثق کی کمی شدت سے محسوس ہوئی، جس کے مجھ سے دوستی کے دعوے تھے اور اس سے میں اپنی ہر مشکل کہہ دیتی تھی۔" وہ آنکھوں میں آنسو لیے شکایتی لہجے میں کہہ رہی تھی۔
"وہ تو اب بھی تمہارا دوست ہے۔ دیکھو.... میں پکڑ لایا ہوں اسے تمہارے پاس...." وہ ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا اور وہ اس کے سینے سے لگی روتے ہوئے مسکرا رہی تھی۔

✡ ✡ ✡

"وردہ!" وہ بک شاپ سے نکل رہی تھی، جب پیچھے سے کسی نے اسے پکارا۔ اس کے پیچھے شہزاد کھڑا تھا۔
وہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔
"کیسی ہیں آپ؟" وہ پاس آکر قدرے اپنائیت سے بولا۔
"فائن!" وہ نارمل انداز میں کہہ کر جانا چاہتی تھی۔
"کیا ہم کچھ دیر کے لیے بات کر سکتے ہیں۔" وہ پوچھ رہا تھا۔
"کون سی بات....؟" وہ چونکی۔
"اگر آپ کچھ ٹائم دیں تو....؟" وہ کچھ جھجکا۔
"مجھے گھر جانا ہے۔ میں لیٹ ہو جاؤں گی۔" وہ گھڑی دیکھ کر متذبذب لہجے میں بولی۔
"میں آپ کو ڈراپ کر دوں گا۔" وہ جلدی سے بولا۔
"نہیں! اس کی ضرورت نہیں.... میں خود چلی جاؤں گی۔" اس نے فوراً انکار کیا۔ وہ شہزاد کی نظروں سے الجھ رہی تھی۔
"پلیز.... میں آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لوں گا۔" وہ ملتجی لہجے میں بولا۔
وہ جیسے کچھ سوچنے لگی۔
"آپ کو مجھ پر بھروسا نہیں ہے کیا؟" وہ کچھ شکایتی لہجے میں بولا۔
"ایسی بات نہیں ہے...." اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا جواب دے۔

"چلیں... میں آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں۔ ہم راستے میں بات کر لیں گے۔ اس میں آپ کو دیر بھی نہیں ہوگی۔" اس نے نوروہ کا تذبذب بھرا انداز دیکھ کر آفر کی۔

"ٹھیک ہے۔ چلیں..." وہ انکار نہیں کر سکی' وہ دونوں پارکنگ میں کھڑی شہزاد کی گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔

☆ ☆ ☆

"کیا مطلب... میں سمجھی نہیں..." پری نے الجھن بھری نظروں سے سامنے بیٹھے سیفی کو دیکھا۔

سیفی' پری کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے ہنس پڑا۔

وہ بلیک سلیولیس آؤٹ فٹ میں بھرپور دعوت نظارہ دے رہی تھی۔ حالانکہ عفت نے اسے گھر سے اس ڈریس میں نکلتے ہوئے ٹوکا بھی تھا۔ عفت کے سامنے اس نے ہلکا سا دوپٹا لے لیا تھا۔ جواب اس کے ہینڈ بیگ میں پڑا تھا۔

"ہنسے کیوں...؟" وہ کچھ سمٹ کر خفگی سے بولی۔

"ہاں تو یار محبت کرتا ہوں تو اس کے پیچھے لندن سے دوڑا یہاں تک آیا ہوں۔"

"پھر تم اب کیا کرنے والے ہو؟" وہ کچھ بے چینی سے پوچھ رہی تھی۔

"تمہیں جلدی کیوں ہے؟" وہ جیسے اسے سامنے دیکھ کر انجوائے کر رہا تھا۔

"جلدی نہیں... میں جاننا چاہتی ہوں' تمہارے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔" وہ بات بدل کر بولی۔

"اگر میں کہوں اس وقت تو میرے دل و دماغ میں صرف تم چل رہی ہو تو...؟" وہ معنی خیزی سے بولا۔

"تو ٹھیک ہے... میں چلتی ہوں... اگر تم نے صرف مذاق کرنے کے لیے مجھے یہاں بلایا ہے تو..." وہ سنجیدگی سے کہہ کر اٹھنے لگی۔

"اونہوں' بیٹھو... سوری نا۔ یوں ہی اچھا لگ رہا ہے' تم سے یوں فرینڈلی ہو کر بات کرنا۔ تمہاری پرسنالٹی میں بہت چارم ہے۔" وہ الٹا اسے سراہنے لگا تو پری بیٹھ گئی۔

"کیا تم واثق کو پسند کرتی ہو؟" سیفی نے پری کے قریب ہی دھماکا کیا۔ "اسی لیے چاہتی ہو نا کہ ان دونوں میں سپریشن ہو جائے۔" وہ ناک تاک کر نشانے لگا رہا تھا۔

"ہرگز نہیں... میں کیوں ایسا چاہوں گی۔" وہ چہرے کا رخ دوسری طرف کر کے بولی۔

"دیکھو... کسی بھی ڈیل کا پہلا اصول فیئرنیس ہوتی ہے' جب تک مجھے نہیں معلوم ہوگا کہ تم مجھ سے کیا چاہتی ہو اور تمہیں پتا نہیں ہوگا کہ میں کیوں انٹرسٹڈ ہوں اس سارے معاملے میں' تو کچھ بھی حاصل نہیں کر سکیں گے ہم..." وہ اسے بچوں کی طرح سمجھا رہا تھا۔

"ٹھیک ہے' میں جھوٹ نہیں بولوں گی۔ مجھے واثق پسند ہے' اسی لیے چاہتی ہوں کہ..."

"ان دونوں میں علیحدگی ہو اور واثق تمہیں مل جائے' مشال مجھے... ہے نا؟" وہ اس کی بات درمیان سے اچک کر بولا۔ وہ کندھے اچکا کر رہ گئی۔

"اوکے نائس... میں مشال سے ملنے کے لیے جا رہا ہوں' ابھی کچھ دیر میں... تم کسی طرح واثق کو یہ بتا دو' اگر وہ وہاں اچانک سے آ جائے تو میرے خیال میں ہمارا کام بن جائے گا۔ آج ہی..." وہ جوش بھرے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"ابھی شام ہو رہی ہے۔ موسم بھی کچھ بارش والا ہو رہا ہے۔ واثق تو میرے خیال میں آفس سے اٹھنے والا ہوگا۔" وہ سوچ کر بولی۔

"اونہوں... سنو..." وہ اسے کچھ بتانے لگا۔

☆ ☆ ☆

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" وردہ کچھ پریشان ہو گئی۔
"کیا میں نے کچھ غلط کہہ دیا؟" وہ الٹا پوچھ رہا تھا۔
"اتنا ٹھیک بھی نہیں ہے۔" وہ بڑبڑائی۔
"کسی کو پسند کرنا جرم نہیں ہے۔ وردہ میں آپ کو پسند کرتا ہوں اور آپ کا پروپوزل لے کر آپ کی ماما اور واثق کے پاس آنا چاہتا ہوں لیکن میں جانتا ہوں' وہ دونوں صاف انکار کر دیں گے۔ مجھے اس جرم کی سزا ضرور ملے گی جو میں نے کیا ہی نہیں۔" وہ کچھ تلخی سے بولا۔
"آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟" وہ کچھ الجھ کر بولی۔
"اگر میں اپنا پروپوزل لے کر آؤں' آپ سے پوچھا جائے تو۔۔۔" وہ بولتے ہوئے رک گیا۔
"آپ انکار تو نہیں کریں گی وردہ؟"
"میں صرف وہ کروں گی جو میری ماما اور بھائی چاہیں گے۔" وہ دوٹوک لہجے میں بولی۔
وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔
"واثق بزنس سے پارٹنر شپ الگ کرنا چاہتا ہے۔ یقین کرو وردہ! میں نے واثق کو اپنا بھائی ہی سمجھ لیا تھا' بہت اپنائیت محسوس کرنے لگا تھا میں آپ کی فیملی کے لیے۔۔۔ پاپا سے بات کر کے آپ کے لیے پروپوزل بھیجنے والا تھا لیکن پھر سب کچھ الٹ پلٹ ہو گیا۔" وردہ اسے دیکھتی رہ گئی۔

☆ ☆ ☆

دانی پوری رات گھر نہیں آیا تھا اور اس بات کا علم عفت کو بہت دیر میں ہوا تھا۔ اس کا سیل بھی آف جا رہا تھا۔ وہ بار بار دانی کا نمبر ملاتی اور اس کی پریشانی ایک ہی ٹیپ کو چلتے سن کر بڑھتی جا رہی تھی۔
"او مائی گاڈ! مجھے یہ خیال تو آیا نہیں۔" مسلسل کمرے میں ٹہلتے ہوئے وہ ایک خیال سے ٹھٹکی تھی۔ تیزی سے لاکر کی چابی نکال کر اس نے الماری کا لاکر کھولا۔
"عدیل نے جو رقم کا لفافہ دیا تھا۔ وہ کہاں ہے؟" وہ لاکر میں تلاش کر رہی تھی۔ ایسا کوئی بھی لفافہ صرف لاکر ہی نہیں اس کے پرس میں موجود تھوڑی بہت رقم میں سے کچھ بھی موجود نہیں تھا۔ وہ سخت ہراساں سی بیٹھی رہ گئی۔
"تو کیا یہ ساری رقم دانی لے گیا۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ دانیال ایسا تو کبھی نہیں کر سکتا۔ اتنی بڑی رقم وہ نہیں لے جا سکتا۔" اس کا دل کسی بھی طور اس حقیقت کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھا۔
"میری جیولری' پری کا زیور۔۔۔" بجلی کے کوندے کی طرح خیال اس کے دماغ میں لپکا تھا۔ اس نے جلدی سے جیولری باکس کھولے۔ اس کی چھٹی حس نے ٹھیک الارم کیا تھا۔ وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ خالی لاکر اس کا منہ چڑا رہا تھا۔
"میرے اللہ! یہ کیا ہو گیا میرے ساتھ۔ میں نے تو کبھی کسی کے ساتھ برا نہیں کیا' برا نہیں چاہا' پھر میرا بیٹا ایسا کیوں نکلا۔ وہ کس شاطر کے جال میں پھنس گیا۔ میں اب عدیل کو کیا بتاؤں گی۔" وہ دونوں ہاتھوں میں سر پکڑے ساکت بیٹھی رہ گئی۔

☆ ☆ ☆

مثال آج بہت دل سے تیار ہوئی تھی۔
شادی کے تین مہینے بعد آج پہلی بار جیسے وہ خود کو بہت مضبوط محسوس کر رہی تھی۔ واثق نے جس طرح اپنے دل کی ہر بات اس سے کھول کر کی تھی۔ اس کی محبت اور شدت نے مثال کو کچھ شرمندہ کر دیا تھا۔
پری کی فطرت کا اندازہ ہوتے ہوئے بھی واثق اور پری کے درمیان تعلق کو ایسا رنگ دینا بہت ہی گھٹیا بات تھی۔ جسے واثق سے کرتے ہوئے اسے پری کے نہیں اپنے شوہر کے بارے میں سوچنا چاہیے تھا۔
"اور یہ پری تو چاہتی یہی ہے کہ کسی بھی طرح میری زندگی میں صرف مشکلات اور مصیبتیں آئیں۔۔۔ ماما ٹھیک کہتی ہیں کہ مجھے صرف واثق کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کرنا چاہیے' صرف اسی پر بھروسا کرنا چاہیے۔"
وہ خود کو سجانے سنوارنے کے بعد آئینے میں دیکھ رہی تھی۔
اس کی آنکھوں میں خوشی۔۔۔ سچی خوشی کی چمک تھی۔ وہ خود کو دیکھتی جا رہی تھی۔ مجھے چاہیے تھا۔ میں واثق سے کہتی وہ آج جلدی گھر آجاتے ہم کہیں آؤٹنگ پر جاتے' خیال آیا تو فون اٹھا کر واثق کا نمبر ملانے لگی۔
"مثال بیٹا! تمہارے پاپا آئے ہیں' تم سے ملنے کے لیے۔۔۔" اسی وقت عاصمہ اندر آکر بولی تو اسے خوش گوار سی حیرت ہوئی۔
"پاپا آئے ہیں۔۔۔" وہ بے یقینی سے جیسے پوچھ رہی تھی۔
"ہاں آجاؤ جلدی۔۔۔ اور سنو مجھے اپنی ایک دوست کی عیادت کے لیے اسپتال جانا ہے۔ اس کا آپریشن ہوا ہے۔ واثق تو لیٹ ہے۔ میری ابھی اس سے بات ہوئی ہے۔ ورنہ وہ آتی ہے تو میں اس کے ساتھ چلی جاؤں گی۔ تم بعد میں سب دیکھ لوگی نا۔" وہ بہت محبت سے کہہ رہی تھی۔
"میں دیکھ لوں گی آنٹی! آپ پریشان نہ ہوں' واثق آجائے تو آپ ان کے ساتھ چلی جائیں۔"
"بیٹا! دو دن سے ٹال رہی ہوں۔ اب فون بھی کر دیا ہے کہ میں آرہی ہوں' پھر موسم بھی خراب ہو رہا ہے۔ اگر کچھ دیر اور انتظار کرتی رہی تو ایسا نہ ہو کہ بارش شروع ہو جائے۔ میں جلدی واپس آجاؤں گی۔"
دونوں باتیں کرتی ہوئی باہر نکل گئیں۔

☆ ☆ ☆

عدیل کی آمد مثال کو جیسے کوئی خزانہ دے گئی۔ بہت سے پھل' مٹھائیاں' تحفے اور پتا نہیں کیا کیا۔۔۔
"بھائی صاحب! آپ یہ سب اتنا کچھ کیا اٹھا کر لے آئے۔ کیا ضرورت تھی اس سارے تکلف کی' آپ کا اپنا گھر ہے۔" عاصمہ نے سب کچھ دیکھ کر کچھ خفگی سے کہا۔
"اپنا گھر ہے تو اسی لیے لے کر آیا ہوں نا' آدمی اپنے گھر میں ہی اتنا کچھ خوشی سے لاتا ہے نا۔" عدیل بہت اپنائیت بھرے انداز میں سجی سنوری مثال کو دیکھ کر دل میں شکر کرتے ہوئے بولا۔
"آپ نے تو لاجواب کر دیا عدیل بھائی! اگرچہ اس سب کی ضرورت نہیں تھی۔ آپ نے ہمیں اتنی پیاری بیٹی جو دے دی ہے۔ ہمیں اس سے بڑھ کر اور کچھ چاہیے بھی نہیں۔"
عاصمہ مثال کو اپنے ساتھ لگا کر پیار سے بولی۔ عدیل کا دل گہرے جذبات سے بوجھل سا ہو گیا۔
دل چاہ رہا تھا ابھی سجدے میں گر کر اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کرے کم ہے کہ بالآخر اس کی مثال کی سختی کے دن کٹ ہی گئے۔ خوشیاں اسے مل ہی گئیں۔
عاصمہ دو چار باتیں کرنے کے بعد معذرت کر کے چلی گئی تھی۔
"فوزیہ پھپھو!" مثال ششدر سی باپ کی طرف دیکھ رہی تھی۔

"ہاں... ابھی کچھ دیر میں نکلوں گا۔ ایئرپورٹ کے لیے سات بجے فلائٹ ہے اس کی۔ سوچا جانے سے پہلے تم سے مل جاؤں' اتنے دنوں سے میں نے اپنی بیٹی کو دیکھا نہیں۔" عدیل محبت سے اس کے چہرے پر نظریں جمائے کہہ رہا تھا۔

"میں بھی آپ کو بہت مس کر رہی تھی پاپا۔ اینڈ تھینکس یہ سب کچھ جو آپ لے کر آئے ہیں۔" وہ باپ سے لپٹ گئی۔

"ویلکم... تو تھینکس..." وہ اس کا سر تھپک کر محبت سے بولا تھا۔

☆ ☆ ☆

"یہ کیا کہہ رہی ہو تم وردہ!" پری کچھ بے یقینی سے بولی۔

"ہاں نا یار! بالکل سچ!" وردہ دبے دبے جوش سے بولی۔

"اتنا ہینڈسم ہے' اتنا گڈ لکنگ اور بے حد سمجھ دار' اتنی بڑی پراپرٹی کا اکلوتا وارث... یار! آئی ایم کنفیوزڈ..." اس کے لہجے سے صاف لگا وہ پری کو جلانا چاہ رہی ہے۔

"رئیلی... ویسے بائی دا وے اسے کیا تم اتنی حسین لگیں؟" پری بھی چوکنے والی نہیں تھی۔ طنز سے بولی۔

"تو کیا نہیں ہوں میں...؟" وہ بھی کچھ اترا کر بولی۔ "اچھا یار! بتاؤ نا۔ اس نے مجھ سے جواب مانگا ہے' اگر وہ میرے گھر پروپوزل بھیجتا ہے تو میرا جواب کیا ہو گا؟" وہ اصرار بھرے لہجے میں بولی۔

"تم کیا چاہتی ہو؟" پری کچھ اکتا کر بولی۔ اسے واثق سے ملنے جانا تھا اور وردہ فضول بکواس میں اس کا ٹائم خراب کر رہی تھی۔

"یار! تم بتاؤ نا میں کیا کروں... مجھے کیا کرنا چاہیے؟" وہ بھی ننھی بچی کی طرح کچھ پریشانی سے پوچھ رہی تھی۔

"میں ہوتی نا تمہاری جگہ تو اس پروپوزل کے چکر میں ہی نہیں پڑتی۔" پری نے اپنے میک اپ کو آخری ہلکا سا ٹچ دیا۔

"کیا مطلب...؟" وردہ ناسمجھی سے بولی۔

"اس سے کہتی ابھی چلو میرے ساتھ کورٹ میرج کر لو' سب معاملہ سیٹل ہو جاتا ایک دم سے..." وہ اچانک سے بولی تو وردہ دھک سے رہ گئی۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو؟"

اسے پری سے اس جواب کی امید نہیں تھی۔

"وہی جو میرا جواب ہونا چاہیے تھا... سچ کہوں یار! ایسا گولڈن چانس کبھی مس نہیں کرتی' تم بھی بہادر بنو۔" وہ اسے اکسا رہی تھی... باہر سے عفت کی چیخ سی سنائی دی۔

"وہ ماما... مجھے بلا رہی ہیں... میں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں۔"

"یار! اس کی ماں آئے گی ابھی..." وردہ پریشان سی بولتی رہ گئی۔ دوسری طرف سے فون بند ہو چکا تھا۔ وردہ کچھ سوچنے لگی۔

☆ ☆ ☆

"میں نہیں جانتا پاپا نے آپ لوگوں کے ساتھ کتنا برا کیا ہے لیکن میں اتنا جانتا ہوں واثق! انہیں میں نے پوری زندگی میں کبھی خوش نہیں دیکھا۔ آخری وقت تک وہ عاصمہ آنٹی سے معافی مانگنا چاہتے تھے۔"

شہزاد آہستہ آہستہ مدھم لہجے میں کہہ رہا تھا۔ کافی دنوں بعد دونوں یوں آمنے سامنے بیٹھ کر بات کر رہے تھے۔

"اب ان باتوں سے کچھ فرق نہیں پڑتا شہزاد! وہ کڑا وقت جو ہم نے جھیلا' میری ماں چار بچوں کے ساتھ بے آسرا' بے سہارا اور جس کی ساری متاع کوئی لوٹ کر لے جائے' میں اور تم کبھی بھی اس کی بے بسی کا اندازہ نہیں کرسکتے۔" واثق تلخی سے بولا۔ "معاف کرونا آسان لگتا ہے مجھے اور تمہیں۔۔۔ لیکن ایسا ہے نہیں۔" وہ جتانے والے انداز میں بولا۔

"میں جانتا ہوں۔۔۔" شہزاد آہستگی سے بولا۔

"میں صرف یہ چاہتا ہوں جب تک ہم دونوں میں پارٹنر شپ ہے تم اپنے لیگل ایڈوائزر سے مشورہ کرچکے ہو اور بزنس کی کنڈیشن بھی تمہارے سامنے ہے۔ ایک دم سے تم اپنا شیئر نہیں نکال سکتے۔" وہ بولتے ہوئے رکا۔

واثق کے چہرے پر کچھ سختی تھی۔

"لیکن میں تمہیں پارٹنر شپ کے لیے فورس بھی نہیں کروں گا۔ چھ سات ماہ میں جیسے ہی حالات بہتر ہوتے ہیں تم الگ ہونا چاہو گے' تو میں بخوشی وہ سب کروں گا جو تم چاہو گے۔"

"لیکن اس طرح ساتھ کام کرنا بھی مشکل ہے۔" واثق جتا کر بولا۔

"سب کچھ بھولنا ناممکن ہے لیکن ہم کوشش تو کرسکتے ہیں' جتنا بھی وقت ہمیں ساتھ گزارنا ہے۔ ہم اچھے طریقے سے گزاریں۔"

"میں کوشش کروں گا۔" واثق یوں ہی سرہلا کر بولا۔

کمرے میں کچھ دیر کے لیے خاموشی چھا گئی۔

"کیا یہ ممکن ہے واثق۔۔۔ میں عاصمہ آنٹی کے پاس آنا چاہتا ہوں۔ ان سے ملنا چاہتا ہوں۔" وہ کچھ دیر بعد جھجک کر بولا۔

"ابھی نہیں۔۔۔ ابھی ماما اس بات کے لیے تیار نہیں ہوں گی۔"

"میں بات کرلوں گا' پلیز۔۔۔ اگر تم منع نہیں کرو تو۔۔۔ میں کسی دن۔۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔ دیکھ لینا۔۔۔" واثق صاف منع بھی نہیں کرسکا۔ شہزاد کے چہرے پر خوشی تھی۔

☼ ☼ ☼

"ماما پلیز۔۔۔ پانچ منٹ صرف رکنا ہے۔ مجھے پری سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔ پلیز' صرف پانچ منٹ کے لیے۔۔۔"

وردہ' عاصمہ کے ساتھ آگئی تھی اور پری کے گھر کی طرف گاڑی مڑواتے وہ ماں سے منت بھرے لہجے میں کہنے لگی۔

"وردہ! تم جانتی ہو ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔ ابھی اسپتال کے راستے میں بھی بہت رش ہوگا۔ موسم بھی ٹھیک نہیں ہے' تمہیں سمجھنا چاہیے۔"

عاصمہ' ڈرائیور کا لحاظ کرتے ہوئے دھیمے لہجے میں کچھ سختی سے بولی۔

"پلیز ماما! صرف پانچ منٹ میں آجاؤں گی۔ پرامس۔۔۔۔۔ مجھے اس سے ایک بہت اہم بات پوچھنی ہے۔ میں ابھی آتی ہوں۔"

وہ عاصمہ کا جواب سنے بغیر تیزی سے گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔ عاصمہ بے بسی سے اسے جاتا دیکھتی رہی۔

"پانچ بجنے والے ہیں۔ یہ لڑکی مجھے اور دیر کروائے گی۔ مجھے اس کو ساتھ لے کر ہی نہیں آنا چاہیے تھا۔"

عاصمہ دل میں پچھتا رہی تھی۔ وردہ کو ساتھ لانے پر۔ اسی وقت واثق کا فون آگیا۔

"ہاں بیٹا! ہم لوگ گھر سے تو چل پڑے ہیں۔"

"وردہ ہے میرے ساتھ.... تم گھر آرہے ہو نا؟"

"نہیں امی! مجھے آفس میں کچھ وقت لگ جائے گا لیکن پھر بھی میں کوشش کروں گا۔ آپ جلدی آجائیے گا۔"

"میں تو آہی جاؤں گی تم بھی دیر نہیں کرنا۔" اسے یہ کہہ کر اور فون بند کرکے وہ وردہ کا انتظار کرنے لگی۔

☆ ☆ ☆

"وانی کے بارے میں.... میں آپ کو بہت پہلے سے خبردار کرتی آرہی تھی۔ وہ کسی بہت بڑی کمپنی میں پھنس گیا ہے۔" پری کچھ جھنجلاتے ہوئے لہجے میں ماں سے کہہ رہی تھی۔ عفت وقفے وقفے سے رو رہی تھی۔ اسے کچھ بھی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ عدیل کو فون کرے تو کیا بتائے' وہ تو پہلے ہی اس سے بہت نالاں تھا۔

"مگر اس کا کچھ پتا تو چلے۔ وہ خیریت سے ہے۔ اتنی زیادہ رقم' زیور لے کر وہ کہاں گیا ہے۔ پری! میرا دل بیٹھا جارہا ہے۔" عفت بے تحاشا روتے ہوئے تڑپ رہی تھی۔

"اس کے فرینڈز کو کال کی آپ نے؟" وہ کچھ سوچ کر بولی۔

جتنے نمبر میرے پاس تھے' سب سے بات کرچکی ہوں۔ کسی کو بھی اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔" عفت غم سے نڈھال تھی۔

"نہ جانے میرے گھر کو کس کی نظر لگ گئی۔ کس کی بددعا کھاگئی میں نے تو کبھی کسی کے ساتھ برا نہیں کیا۔ اس مثال منحوس کی نحوست میرے گھر کی خوشیوں کو کھاگئی۔ وہی تھی' ایک بلا سب کچھ تباہ و برباد کرنے والی' میرا دل کہتا ہے....." وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"اس کو تو آپ دیکھیے گا' اس کی تباہی کا میں نے کیا بندوبست کیا ہے۔ ساری زندگی سر پکڑ کر روتی رہے گی۔" یہ پری کی آواز تھی جو باہر سے تیزی سے آتی' وردہ نے سنی تھی۔

"کیا کہہ رہی ہو' اس منحوس کو کیا ہونے والا ہے' کچھ بھی نہیں۔ شوہر اور دم بھرنے والی ساس کے ساتھ عیش بھری زندگی گزار رہی ہے۔" عفت جل بھن کر کہہ رہی تھی۔

"ختم ہونے والا ہے پاپا جانی! آپ دیکھیے گا۔ واثق اسے طلاق دینے والا ہے۔ میری بات لکھ لیجیے۔" وہ نفرت بھرے لہجے میں کہہ رہی تھی۔ باہر کھڑی وردہ دھک سے رہ گئی۔

"کیا اول فول بک رہی ہو' دیوانہ ہے وہ اس کا.... وہ کیوں اسے چھوڑے گا۔" عفت جیسے کراہی۔

"سیفی.... اس کی بشریٰ ماما کا سوتیلا بیٹا۔ ابھی کچھ دیر میں مثال کی زندگی تباہ کرنے جارہا ہے۔ کچھ نہیں بچے گا اس کے پاس' ساری زندگی منہ چھپاتی پھرے گی۔ لوگ تھو تھو کریں گے اس پر اور اس کے ماں کے کردار پر.... ماما ہمارے سارے بدلے پورے ہوجائیں گے۔"

"وردہ واثق.... اس نے جتنا مجھے دھتکارا ہے' وہ بھی ساری زندگی پچھتائے گا' آگ میں جلے گا' جب اس کی بہن کو میں گھر سے بھاگنے پر اکساؤں گی۔ صرف چند دن کی بات ہے۔ اس کا بزنس پارٹنر واثق صاحب کی بہن کو لے کر اڑن چھو ہوجائے گا۔ ساری عزت خاک میں ملنے والی ہے ان لوگوں کی۔ واثق مجھے ملے یا نہ ملے مگر میں اسے مثال کا بھی نہیں رہنے دوں گی پاپا.... جو جان دیتے ہیں اپنی اس مثال پر.... کبھی اس کی شکل نہیں دیکھیں گے۔ عبرت کی مثال بننے والی ہے وہ۔" وہ نفرت' جوش اور جلن میں بولے چلے جارہی تھی۔

وردہ سے اس سے زیادہ سنا نہیں گیا۔ وہ پتھر ہوتے قدموں کے ساتھ باہر نکل گئی۔

✲ ✲ ✲

عدیل، فوزیہ کو اتنے سالوں بعد اپنے سامنے دیکھ کر بہت جذباتی ہو رہا تھا۔ وہ بھی اس سے لپٹ کر روئے جا رہی تھی۔

"بہت تڑپی ہوں عدیل تمہارے لیے۔ تم سے ملنے کے لیے۔ اپنے گھر، وطن کے لیے۔ اتنی دور مجھے کیوں بھیج دیا تھا۔" وہ اس کے گلے سے لگی تڑپ رہی تھی۔

"تقدیر کے لکھے کو پورا کرنا ہی پڑتا ہے پگلی! تم ٹھیک ہونا۔ اتنے سالوں بعد سہی ہم مل تو لیے۔" عدیل نے اس کی آنکھیں صاف کیں۔

"ہاں بس میں دن رات دعا کرتی تھی کہ ایک بار میں اپنے بھائی سے مل لوں۔ اسے دیکھ لوں، کچھ قرض ہے، وہ ادا کر دوں، پھر بھلے وہ مجھے بلا لے اپنے پاس۔۔۔" وہ بہت جذباتی ہو رہی تھی۔

"شش۔۔۔ کیسی باتیں کر رہی ہو، اللہ نہ کرے تمہیں کچھ ہو اور قرض کون سا ہے بھلا تم پر۔۔۔" عدیل اس کی طرف کا گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے محبت سے کہہ رہا تھا۔

"اور تم خالد کو ساتھ نہیں لائیں۔ اتنے سال ہو گئے اس سے ملے ہوئے۔ میری تو فون پر بھی اس سے بات ہوئے شاید تین سال سے زیادہ کا وقت بیت گیا ہے۔ وہ ٹھیک تو ہے نا؟" گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔۔۔" فوزیہ باہر دیکھتے ہوئے مختصراً بولی۔

عدیل کچھ اور پوچھنے لگا تھا۔ پھر کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا۔

✲ ✲ ✲

"اس وقت۔۔۔" پری نے کچھ چونک کر کہا۔ وہ فون پر کسی سے بات کر رہی تھی۔ "مشکل ہے۔" وہ محتاط لہجے میں بولی۔

"جانتی ہوں میں کتنا ضروری ہے۔" وہ زیر لب بولی۔

"او کے۔۔۔ میں دیکھتی ہوں۔" اس نے کہہ کر فون بند کر دیا۔

عفت، دانی کے کچھ اور دوستوں کے نمبروں پر کوشش کر رہی تھی۔

"ماما! میں جا کر معلوم کروں اس کا جو فاسٹ فرینڈ عاصم ہے۔ اس کے گھر جا کر۔" وہ پاس آ کر کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

"تم جاؤ گی اس وقت۔۔۔ اور پھر وہ صاف کہہ چکا ہے کہ اسے کچھ معلوم نہیں ہے دانی کے بارے میں۔۔۔" عفت کچھ تشویش سے بولی۔

"ماما! فون پر بات کرنے سے زیادہ سامنے بات کرنا موثر ہوتا ہے۔ میں اس سے کچھ نہ کچھ اگلوا لوں گی، اس کا گھر بھی یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے میں پاپا کے آنے سے پہلے واپس آ جاؤں گی۔"

وہ سب کچھ سوچ چکی تھی کہ اسے کس بہانے سے گھر سے نکلنا ہے۔

"پری! یہ مجھے ٹھیک نہیں لگ رہا۔" عفت متذبذب لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"تو کیا کریں گی۔ پاپا کو بتا دیں گی کہ دانی رات سے گھر سے غائب ہے۔ نہ صرف غائب ہے بلکہ تین لاکھ کی رقم اور گھر میں موجود سارا زیور بھی لے جا چکا ہے۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟" عدیل کی زوردار آواز ان دونوں کے لیے دھماکے سے کم نہیں تھی۔

✲ ✲ ✲

عدیل سر پکڑے بیٹھا تھا۔ فوزیہ اور عفت اس کے پاس بالکل خاموش بیٹھی تھیں۔
"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ اس حد تک بھی جا سکتا ہے۔" عدیل بے حد تھکی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔
"میں نے ہر ممکن کوشش کی عدیل! کہ میں اسے راہ راست پر لا سکوں۔" عفت صفائی دینے والے انداز میں کہہ رہی تھی۔
"تم تو چپ ہی کر جاؤ عفت! یا تمہارے پاس ابھی بھی کچھ کہنے کے لیے ہے۔" عدیل کا لہجہ کچھ ایسا تھا کہ عفت دوبارہ کچھ بول ہی نہ سکی۔
"مجھے تو بالکل اندازہ نہیں تھا کہ دانی کو یہ جنون اتنا زیادہ ہے۔ میں تو اس لیے منع کر رہی تھی کہ ابھی اس کی ایج کم ہے۔ وہ کچھ تو اپنی اسٹڈیز مکمل کر لے تو ایک دو سالوں میں اسے بلالوں گی۔ پھر سیٹل ہونے میں زیادہ مسئلہ نہیں ہوگا۔" فوزیہ دکھی سے لہجے میں کہہ رہی تھی۔ عفت نے اسے تیز نظروں سے دیکھا اور یوں ہی سر کو جھٹکا۔
"سب طرف معلوم کر آیا ہوں، اس کے سب دوستوں کی طرف۔ کہیں بھی نہیں ہے وہ، کسی کو بھی نہیں معلوم اس کے بارے میں کچھ... کیا کروں میں، کہاں جاؤں۔ رات سر پر ہے۔ موسم خراب ہو رہا ہے۔ کہاں تلاش کروں اسے جا کر۔ دانی! یہ تم نے کیا کیا" عدیل نڈھال سا کرسی کی بیک سے سر ٹکا کر بیٹھ گیا۔
فوزیہ ترس بھری نظروں سے عدیل کو دیکھتی رہی۔
"پری کہاں ہے؟" عدیل کو خیال آیا تھا۔
"اپنے کمرے میں ہی ہے۔ بہت پریشان ہے وہ بھی۔" عفت کچھ نظریں چرا کر بولی۔
"پولیس اسٹیشن جاؤں۔ اب رپٹ کراؤں۔" عدیل تھکی ہوئی آواز میں بولا تو عفت مزید پریشان ہو گئی۔
"عدیل... ابھی... پولیس کو انوالو تو نہ کریں۔" وہ کچھ رک کر بولی۔
"پھر کس بات کا انتظار کروں اور کیا ہو جائے جس کے بعد پولیس کو انوالو کیا جائے۔" وہ طنز بھرے لہجے میں ہنکارا۔ عفت کا سر جھک گیا۔
"یہ بھی تو ہو سکتا ہے عدیل! وہ غلط ہاتھوں میں چلا جائے۔ کچھ ایسا ویسا قدم اٹھا لے جس میں خدانخواستہ اس کو کوئی بڑا نقصان ہو جائے۔" فوزیہ دونوں کو دیکھ کر بولی۔
"اب اس سے بڑا قدم وہ کیا اٹھائے گا جو وہ کر چکا ہے۔" عدیل منہ میں بڑبڑایا۔
کمرے میں کچھ دیر کے لیے خاموشی چھا گئی۔
"اس سے پہلے بارش شروع ہو جائے، میں جا کر دیکھتا ہوں اسے، کہاں تلاش کیا جا سکتا ہے۔" عدیل اپنے تھکن زدہ وجود کو بمشکل اٹھا کر بولا ہی تھا کہ اس کا فون بجا۔
"جی بات کر رہا ہوں عدیل..." فون سنتے ہوئے بولا۔
"واٹ!" اس کی آنکھیں پھٹ سی گئی تھیں۔

☼ ☼ ☼

واثق سامنے کھڑی پری کو دیکھ کر لمحہ بھر کو شاکڈ رہ گیا۔
وہ گھر جانے کے لیے آفس سے نکلنے لگا تھا، جب وہ دروازہ کھول کر اندر آئی۔
"سوری، کبھی آپ کو زحمت نہ دیتی مگر پتا نہیں کیسا اتفاق ہے کہ ہر بار مجھے آپ سے ہیلپ لینی پڑتی ہے۔" وہ بظاہر بے ضرر لہجے میں کچھ معذرت خواہانہ انداز اختیار کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔
"اب کیا ہے؟" وہ کوفت بھرے لہجے میں بولا۔

"میں اپنی فرینڈ کے ساتھ ادھر پاس میں ایک بک اسٹور میں تھی۔ اس کی گاڑی خراب ہوگئی۔ ورنہ وہی مجھے ڈراپ کرتی۔ وہ تو جا رہی تھی میں رک جاؤں گاڑی ٹھیک ہونے تک لیکن پاپا گھر آنے والے ہوں گے۔ آپ کے آفس کا خیال آیا تو یہی سوچ کر آگئی کہ شاید آپ ابھی گھر کے لیے نہیں نکلے ہوں۔ دوسرے مجھے آپ کو ایک اہم بات بھی بتانی تھی۔" وہ آخر میں کچھ عجیب سے لہجے میں بولی۔

"کون سی بات؟" واثق ناگواری سے پوچھ رہا تھا۔

"راستے میں بتادوں گی' ابھی ہم لیٹ ہو رہے ہیں' پلیز..." واثق اپنی چیزیں اور چابیاں اٹھا کر خاموشی سے باہر نکل گیا۔

پری چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ لیے اس کے پیچھے باہر نکل گئی۔

☼ ☼ ☼

"دانی اسپتال میں ہے۔" عدیل فون بند کر کے تھکے ہوئے لہجے میں بولا۔

"او مائی گاڈ! اسپتال میں؟" فوزیہ ایک دم سے بولی۔

"ک...کیا ہوا ہے اسے عدیل...؟ کیوں ہے اسپتال میں وہ... ٹھیک تو ہے نا؟ پلیز کچھ تو بتائیں۔ اس سے بات ہوئی تھی آپ کی؟" عفت تڑپ کر بے قراری سے بولی۔

"ابھی کچھ پتا نہیں... اسے زخمی حالت میں کوئی راہ گیر اسپتال چھوڑ گیا ہے۔" وہ سخت پریشان تھا۔

"معلوم نہیں اس کے ساتھ کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے..." وہ بولتے ہوئے کچھ وحشت زدہ سا اپنی گاڑی کی چابیاں اٹھا کر باہر جانے لگا۔

"میں بھی آتی ہوں عدیل تمہارے ساتھ..." فوزیہ اس کے پیچھے گئی۔

"فوزیہ! تم اتنا لمبا سفر کر کے آئی ہو۔ آتے ہی یہ مشکل پڑ گئی' تم ریسٹ کرو' میں اسپتال جا کر فون کردوں گا تمہیں۔" عدیل نے اسے نرمی سے روکا۔

"نہیں عدیل! گھر میں چین نہیں ملے گا۔ کسی بھی طرح ایک نظر اسے دیکھ لوں تو تسلی ہو جائے گی' پلیز... چلیں عفت بھابھی!"

"میں نہیں رکوں گی کسی بھی صورت۔ مجھے اپنے دانی کو دیکھنا ہے۔" عفت روتے ہوئے ان دونوں سے پہلے باہر نکل گئی۔

☼ ☼ ☼

"کیا بکواس ہے یہ؟" واثق نے ایک دم غصے میں گاڑی کو بریک لگائی تھی۔ اس کا چہرہ غصے میں سرخ ہو گیا تھا۔

"یقین کریں واثق! میں خود سے یہ سب نہیں کہہ رہی۔ یہ سب تو وہ سیفی اس دن جب ہمارے گھر آیا تو وہ بتا کر گیا کہ مشال بھی اس کے ساتھ..."

"پری! میں تمہیں چلتی گاڑی سے دھکا دے دوں گا' اب اگر تم نے ایک لفظ بھی بولا تو..." وہ ضبط کھو کر زور سے دھاڑا تھا۔ پری نے اسے سہم کر دیکھا۔

کچھ لمحے خاموشی میں گزرے۔

"میرا مقصد آپ کو پریشان کرنا نہیں تھا۔ وہ سیفی... ان فیکٹ مشال کے ساتھ۔ ابھی بھی دونوں کا سیل فون پر رابطہ ہے۔" وہ رک رک کر کچھ ڈرے ہوئے لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"تو تم... یہ ساری باتیں کیوں کرتا ہے۔ پوچھ سکتا ہوں میں تم سے..." وہ طنز سے ٹھنڈے لہجے میں بولا۔

"شاید وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں مثال تک اس کی فیلنگز زیادہ بہتر طریقے سے پہنچا سکتی ہوں۔" وہ کندھے اچکا کر بولی۔

"آپ کو میری باتوں پر یقین نہیں آرہا تو اپنے گھر چلیں۔ وہ دونوں ابھی بھی ملاقات کر رہے ہوں گے۔ وہاں مثال نے سیفی کو بلایا ہے وہاں۔۔۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے مثال کی کال آئی ہوگی کہ آپ آفس سے لیٹ آئیں گے تو اس نے سیفی کو فون کر کے بلایا ہے۔ میری بات کی چاہے تو ابھی جا کر تصدیق کر لیں۔"

واثق الجھی ہوئی نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔ وہ مزید سوال کرنا ہی بھول گیا کہ سیفی نے اسے یہ سب کیوں بتایا۔

اس نے گاڑی کی رفتار بڑھا دی۔ گاڑی اب ہواؤں سے باتیں کرتی ہوئی جا رہی تھی۔

پری کچھ بے خوف سی بیٹھی ہر سچویشن کا سامنا کرنے کے لیے تیار تھی۔

✲ ✲ ✲

دانی آئی سی یو میں تھا۔ گولی اس کی پسلیوں سے گزر گئی تھی۔

خون بہت بہہ گیا تھا کیونکہ وہ کافی دیر یوں ہی سڑک پر پڑا رہا تھا۔ عفت مسلسل روئے جا رہی تھی۔

فوزیہ اسے چپ کراتے عدیل کی پریشان شکل دیکھتے ہوئے خود بھی بہت دکھی ہو رہی تھی۔"

وہ کم از کم یہ سب کچھ سوچ کر پاکستان نہیں آئی تھی۔

"پری کو فون کر کے بلالیں، ہم اسے آتے ہوئے بتا کر بھی نہیں آئے۔ وہ پریشان ہو گی عدیل؟" فوزیہ ہی کو یہ خیال آیا تھا۔

عفت نے چونک کر عدیل کو دیکھا۔

"اگر عدیل کو پتا چل گیا کہ پری بھی گھر پر نہیں ہے تو۔" وہ فون لے کر ایک طرف چلی گئی۔

"میں پری کو بتا کر آئی ہوں۔ وہ کہیں زیادہ پریشان نہ ہو جائے۔" عفت کو جاتے دیکھ کر عدیل نے کچھ بھی نہیں کہا۔

"عدیل زیادہ پریشان نہ ہو ان شاء اللہ دانی ٹھیک ہو جائے گا۔ اسے کچھ نہیں ہو گا۔" فوزیہ نے اٹھ کر بھائی کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ ہو رہا ہے کم و بیش ایسا ہی کچھ ہونے کا میں منتظر تھا۔ یہ عفت! اس نے مجھے اولاد تو دی مگر اولاد کا سکھ، اس کی خوشیاں کیا ہوتی ہیں مجھے پتا ہی نہیں۔" وہ بے حد رنجیدہ تھا۔

"پتا نہیں فوزیہ! کبھی کبھی میں سوچتا ہوں۔ معلوم نہیں کس کی بددعا کی زد میں آیا ہوں۔ کبھی مجھے چند دن بھی سکون اور خوشی کے نہیں مل سکے۔ حالانکہ میں نے کبھی کسی کی حق تلفی نہیں کی۔"

وہ دکھی لہجے میں جیسے خود سے حساب کتاب کر رہا تھا۔

"میں بھی تو اسی لیے یہاں آئی تھی عدیل اور یہ ہمیں لگتا ہے کہ ہم نے کبھی کسی کے ساتھ برا نہیں کیا۔ کسی کا حق نہیں مارا ورنہ کہیں نہ کہیں کچھ ایسا ہم سے ضرور سرزد ہوا ہوتا ہے۔ جو ہمارے لیے مسلسل ایک سزا بن جاتا ہے اور میں پاکستان آئی ہی بشریٰ سے معافی مانگنے کے لیے تھی کہ شاید اس طرح میری سزا میں قدرت کی طرف سے کچھ کمی ہو سکے۔"

وہ افسردہ سی کہہ رہی تھی اور عدیل چونک کر اسے دیکھ رہا تھا۔

✲ ✲ ✲
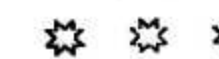
ڈور بیل بجنے پر مثال نے آخری بار اپنا سجا سنورا سرخ اور سیاہ امتزاج سے کڑھائی کیے ہوئے سوٹ کا تنقیدی نظر سے جائزہ لیا۔ لپ اسٹک کا شیڈ کچھ اور گہرا کیا۔

"آج میں واثق سے اپنے دل کی ہر بات کہہ دوں گی۔" وہ لبوں پر دل فریب مسکراہٹ لیے دھڑکتے دل کے ساتھ دروازہ کھولے کھڑی تھی۔ اور سامنے کھڑے سیفی نے اسے لحہ بھر کو ہلا ہی دیا۔

وہ کسی بھی طرح اس کی یہاں موجودگی کی امید نہیں کر رہی تھی۔

"تو تم میری ہی منتظر تھیں۔ تو میری محبت کا جنون تمہارے دل پر بھی اثر کر گیا۔ یہ پھولوں کا خوشبودار مہکتا تحفہ تمہارے لیے۔ اگرچہ یہ خوشبو تمہارے حسن کی خوشبو اور چمک کے سامنے بہت مدھم بے معنی ہے پھر بھی تمہارے حسن کا صدقہ۔ یہ میرا حقیر تحفہ۔"

وہ سرخ پھولوں کا خوب صورت بکے اور اس میں ایک چھوٹا سا گفٹ پیک رکھے اس کے سامنے ذرا سا جھکا پیش کر رہا تھا۔ وہ دم بخود تھی۔

"تم یہاں کیسے آئے۔ یہاں کا ایڈریس... میرے گھر میں تمہیں آنے کی... تم نے ہمت کیسے کی۔" وہ اتنی حواس باختہ ہو رہی تھی کہ کوئی بھی جملہ مکمل نہیں بول پا رہی تھی۔

"میری جان! محبت تو خوشبو کی طرح ہوتی ہے اس کو تلاشنا نہیں پڑتا اور رہا محبوب کا پتا تو دل کی دھڑکنیں اور دل میں دوڑتا لہو سب ہی رہنما بن جاتے ہیں تو تمہیں کھوجنا کیا مشکل تھا۔" وہ غیر محسوس انداز میں اس کے قریب ہوا۔

مثال بے حرکت سی کھڑی تھی۔

جانتی ہو مثال! میں تمہارے بغیر جینے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اتنے مہینے تمہیں بھلانے کی جتنی کوشش کرتا تھا تم اور بھی دل کے پاس آتی جاتی تھیں۔ میں ہار گیا مثال میں اس محبت کے سامنے اس شدت کے سامنے ہار گیا۔ تمہاری کشش مجھے تم تک کھینچ کر لے آئی۔ مثال! میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تم صرف میری ہو۔ صرف میری۔ پلیز چلو ابھی میرے ساتھ۔ میں تمہیں لینے کے لیے آیا ہوں۔ چلو۔" وہ اسے کندھوں سے پکڑے اس کے گرد بازو حائل کیے اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔

"چھو۔ چھوڑو۔ چھوڑو مجھے۔ خدا کے لیے ایسا نہیں کرو میرے ساتھ' مجھے چھوڑ دو۔ میں نہیں جاؤں گی تمہارے ساتھ۔" مثال کے حلق میں کانٹے پڑ گئے تھے اس کا گلا گھٹ رہا تھا۔ وہ بولنے کی کوشش کر رہی تھی اور اس سے کچھ بھی بولا نہیں جا رہا تھا۔ وہ مزاحمت بھی نہیں کر پا رہی تھی۔

اپنی گردن اور کندھوں کے گرد حائل سیفی کے بازوؤں کو وہ چاہتے ہوئے بھی جھٹک نہیں رہی تھی۔ اسے خود سے دور بھی نہیں کر پا رہی تھی۔ وہ لمحوں میں بے دم ہوئی تھی۔ وہ چیخنا چاہتی تھی اور آواز کہیں اندر ہی دم توڑ رہی تھی۔

"میں اب تمہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ تم سے بچھڑ کر میں جی نہیں پاؤں گا۔ تمہاری محبت تمہاری کشش میرے پاؤں کی زنجیر بن گئی ہے۔" وہ بول رہا تھا۔

مثال پھٹی پھٹی آنکھوں سے فق چہرے کے ساتھ سامنے یک ٹک دیکھتی جا رہی تھی۔

سیفی کی پیچھے' دروازے کی طرف پشت تھی۔

واثق اور پری کب اندر آئے اسے پتا نہیں چلا۔ سیفی کو پیچھے گردن سے پکڑ کر واثق نے ایک زوردار جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا تھا۔

"تم۔ تم ذلیل انسان گھٹیا کتے میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس حد تک بھی

جا سکتے ہو۔ تم آج یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جاؤ گے۔"

وہ غصے، طیش اور جذبات میں جیسے پاگل ہو گیا تھا۔ اندھا دھند سیفی کو نیچے لٹائے پیٹے جا رہا تھا۔ پری کا فون بج رہا تھا۔

اور واثق کا یہ وحشی روپ دیکھ کر وہ خود بھی بے حد ڈر گئی تھی۔ وہ فون مٹھی میں دبائے باہر برستی بارش میں بھاگ گئی تھی۔

سیفی نے کچھ مزاحمت کرنے کی کوشش کی اور پھر اپنا دفاع کرتے ہوئے اسے پرے دھکا دے کر وہ چیزوں کو ٹھوکریں مارتا اندھا دھند باہر کی طرف بھاگا۔

واثق کچھ دور اس کے پیچھے گیا پھر ہانپتا ہوا واپس مڑ آیا۔ مثال اسی طرح بت کی مانند ساکت کھڑی تھی۔

"تو تم یہ کھیل کھیل رہی تھیں میرے ساتھ بھی اور اس کے ساتھ بھی۔" واثق دھاڑا۔

"نن... نہیں واثق... میں تو..." وہ پھر بولنے سے قاصر تھی۔

"وہ تمہیں اپنے ساتھ جس طرح لپٹائے کھڑا تھا، تم کس بات سے مکرو گی، کس بات سے انکار کرو گی، مجھے جھٹلا نہیں سکتیں تم۔ میں نے بہت دھوکا کھا لیا۔"

وہ حلق کے بل زور سے چیخا۔

"میں غلط تھا۔ میں نے غلط لڑکی پر اپنے جذبے لٹائے۔ تم اس قابل نہیں تھیں۔" وہ کچھ بھی سنے اور سمجھے بغیر چیخ رہا تھا۔

"واثق... میں نے کوئی دھوکا نہیں دیا۔ کسی کو بھی نہیں... محبت کی ہے آپ سے... میں قسم کھاتی ہوں۔" وہ پوری طاقت کے ساتھ چیخی تھی۔

"ختم ہو گیا سب کچھ... سب ختم ہو گیا۔ کچھ نہیں بچا اب ہم دونوں کے درمیان۔ کچھ مت بولو... میں تمہیں..."

"واثق... نہیں..." وہ زور سے چیخی اور دوسرے لمحے تیورا کر گر گئی۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

✡ ✡ ✡

عفت کی کال سننے کے بعد وہ برستی بارش میں اندھا دھند بھاگ رہی تھی کہ پیچھے سے آتی گاڑی اس کے برابر میں آ کر رک گئی۔

"آؤ... میں تمہیں ڈراپ کر آؤں۔" سیفی نے اسے آفر کی۔

پری شام والے سیاہ لباس میں بھیگی کھڑی تھی۔ سیفی کی نظریں اٹک گئی تھیں۔

"نن... نہیں... میں چلی جاؤں گی۔ مجھے گھر ہی تو جانا ہے۔ یہ قریب میں... دانی، میرا بھائی اسپتال میں ہے۔ مجھے اس کی ٹینشن ہو رہی ہے۔" وہ بارش سے بچنے کے لیے ماتھے پر ہاتھ کا شیڈ بنائے جلدی جلدی کہہ رہی تھی۔

واثق اور سیفی کے درمیان کیا ہوا۔ یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ سیفی کا سوجا ہوا منہ اور پھٹا ہوا کوٹ ساری کہانی سنا رہا تھا۔

"تو میں تمہیں اسپتال ڈراپ کر دیتا ہوں... آ جاؤ..."

"اس حلیے میں نہیں... مجھے چینج کرنا ہو گا۔" وہ اپنے گیلے سراپے پر نظر ڈال کر بولی۔

"تم آؤ تو مجھے تمہیں گڈ نیوز سنانی ہے۔ واثق نے مثال کو چھوڑ دیا ہے۔ تمہارے لیے میدان صاف ہو چکا ہے۔" وہ اسے آخری "لالچ" دیتے ہوئے بولا تو پری بے یقین سی کچھ بھی مزید پوچھے بغیر گاڑی میں بیٹھ گئی۔

✿ ✿ ✿

رات گزر گئی تھی۔

دانی کا آپریشن کامیاب رہا تھا۔ اسے ہوش بھی آگیا تھا۔

وہ لڑکے اس سے سب کچھ چھیننا چاہتے تھے۔ مزاحمت پر انہوں نے اسے گولی ماردی اور وہ بات جو اس کو باپ کے سمجھانے پر ناں کی منت سماجت پر سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ وہ اس ایک گولی نے سمجھادی تھی۔

وہ ہوش میں آتے ہی رو رو کر سب سے معافیاں مانگ رہا تھا۔

"پاپا... بائی گاڈ میں اب آپ کو کبھی تنگ نہیں کروں گا۔ میں آپ کو چھوڑ کر کہیں جانے کا اب سوچ بھی نہیں سکتا۔ میں آپ کے پاس رہوں گا۔ پلیز پاپا مجھے معاف کردیں۔ میں نے آپ کے ساتھ بہت برا کیا ماما! پلیز فارگیو می۔"

اس کے آنسو کسی بھی طرح سے تھم نہیں رہے تھے۔ نہ جذباتی پن کم ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر کو اسے انجکشن لگا کر سلانا پڑا۔

تھوڑی تکلیف سہنی پڑی اور کچھ نقصان بھی اٹھانا پڑا لیکن بالآخر ان کا بیٹا انہیں مل گیا تھا۔

عدیل اور عفت نے ایک عرصے کے بعد ماں باپ والی وہ طمانیت اور سکون محسوس کیا تھی جو سعادت مند اولاد کے والدین محسوس کرتے ہیں۔

"یہ پری کہاں ہے۔ اس کا فون بھی بند ہے۔ مجھے اس کے بارے میں معلوم کرنا چاہیے جاکر۔" عفت کو دوسری پریشانی نے آگھیرا۔ پہلی فون کال کے بعد دونوں میں رابطہ نہیں ہوسکا تھا۔

ایسا تو نہیں ہوسکتا کہ وہ دانی کی حالت کا سن کر گھر میں پڑی سوتی رہے۔ عفت اب ہراساں ہو رہی تھی۔

"بہت تیز بخار تھا پری کو۔ مجھے اب اس کی فکر ہو رہی ہے عدیل! میں گھر جاکر اسے دیکھ آؤں۔" وہ دانی کے سوتے ہی بولی۔

"ہاں چلی جاؤ اور فوزیہ کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ یہ بے چاری بھی رات بھر جاگتی رہی ہے۔ سفر کے بعد اسے آرام بھی نہیں مل سکا۔" عدیل کو فوزیہ کی بے آرامی کی فکر تھی۔

"میں ٹھیک ہوں عدیل! میری فکر نہ کرو۔" فوزیہ کے جواب نے عفت کو کچھ آسرا دیا۔

"لیکن اب دانی ٹھیک ہے۔ کوئی پریشانی والی بات نہیں۔ میں اس کے پاس ہوں۔ تم پلیز عفت کے ساتھ گھر جاکر تھوڑا ریسٹ کرلو۔" عدیل اسے ٹوک کر بولا۔

"ریسٹ کی ضرورت تو تمہیں بھی ہے عدیل...!" فوزیہ ہمدردی سے بولی۔

"فوزیہ! تم جاؤ عفت کے ساتھ میں ٹھیک ہوں بالکل۔ یہیں بیٹھا ہوں تم دونوں جاؤ۔" عدیل کے کہنے پر فوزیہ نے مزید بحث نہیں کی۔ عفت کو بھی مجبوراً اسے ساتھ لے جانا پڑا۔

✿ ✿ ✿

پوری رات گزر گئی تھی۔ واثق کو اسپتال کے کوریڈور میں مسلسل ٹہلتے ہوئے...

"واثق بیٹا! اللہ کے لیے بیٹھ جاؤ۔ تھک جاؤ گے تم۔ تھوڑی دیر کے لیے تو بیٹھ جاؤ۔" عاصمہ ملتجی لہجے میں بولی۔

وہ خالی خالی نظروں سے ماں کو دیکھ کر رہ گیا۔

پوری رات گزر گئی مثال کو ہوش نہیں آسکا تھا۔ اس کا نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا اور وہ بے ہوش تھی۔

"اگر آئندہ چوبیس گھنٹوں میں انہیں ہوش نہیں آیا تو یہ کومے میں بھی جاسکتی ہیں۔" ابھی کچھ دیر پہلے ڈاکٹر مایوس لہجے میں انہیں بتا کر گیا تھا۔

اور واثق کو لگا کہ اگر مثال کو ہوش نہیں آیا وہ کومے میں چلی گئی۔ اس نے دوبارہ آنکھیں کھول کر نہیں دیکھا تو... اس کا دل بند ہو جائے گا۔

وہ جس جذباتی پن کا شکار ہو کر اس پر چلایا تھا وہ تو اس کے بے ہوش ہوتے ہی جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔

سیفی کی خصلت اس کی بلیک میلنگ کو جانتے بوجھتے بھی وہ مثال پر چلایا تھا۔ اسے لعن طعن کیا اس کے کردار پر شک کیا اور جیسے ہی وہ بے ہوش ہوئی۔ اسے ہوش آگیا۔

وہ اس کی بے ہوشی کو معمولی سمجھا تھا لیکن...

جب وردہ نے گھر آکر روتے ہوئے پری کی حقیقت ماں اور بھائی کو بتاتے ہوئے جس طرح معافی مانگی۔

مثال کی معصومیت تو پہلے بھی عاصمہ اور واثق کو معلوم تھی مگر وہ جو شک کی دھند کچھ دیر کے لیے چھائی تھی۔

واثق کو لگا جیسے وہ اپنی ہی نظروں میں گر گیا ہو۔

اگر مثال ہوش میں آکر... اس نے واثق سے نفرت کا اظہار کر دیا تو وہ کیا کرے گا۔

وہ کچھ بھی کرے... میں اس سے معافی مانگ لوں گا اس کو منالوں گا... یہ آنکھیں تو کھولے۔

وہ خود میں کھویا خود سے باتیں کیے جا رہا تھا۔ اس کی حالت دیوانوں جیسی ہو رہی تھی۔

عدیل جس طرح اسپتال میں آیا اور دیوانہ وار مثال کی طرف بھاگا تھا۔ واثق کچھ اور بھی نادم ہو گیا۔

عاصمہ نے ہی عدیل کو کال کی تھی۔ اسے وانی کے بارے میں تو پتا ہی نہیں تھا۔

اور عدیل مثال کا سنتے ہی دوسرا کوئی سوال کیے بغیر اسپتال پہنچا تھا اور اب اسے یوں بے حس و حرکت دیکھ کر خود بھی ساکت سا ہو گیا تھا۔

"یہ... یہ تو کل شام کو بالکل ٹھیک تھی ہنستی کھیلتی مجھ سے باتیں کرتی۔" وہ گنگ سا اسے دیکھتا رہ گیا۔

✵ ✵ ✵

عفت نے سارا گھر چھان مارا تھا پری کہیں بھی نہیں تھی۔

اس کے پیروں تلے سے زمین کھسک گئی تھی۔ فوزیہ کو اس نے بمشکل کمرے میں بھیجا۔

"چوکیدار بتا رہا ہے وہ ٹیکسی کروا کے اسپتال چلی گئی ہے۔ اس کی طبیعت بھی اچھی نہیں تھی۔ میں نے منع بھی کیا تھا کہ اکیلی گھر سے نہیں نکلے مگر بھائی کی محبت میں وہ کہاں رک سکی ہو گی۔ بہت پیار ہے اسے وانی سے..."

فوزیہ کو گیسٹ روم میں لاتے ہوئے نظریں چرا کے وہ بولتی جا رہی تھی۔

اس کا دماغ ماؤف ہو گیا تھا۔ پہلے وانی کی حرکتیں اور اب پری... اگر پری نہیں ملی تو...؟

"نہیں... نہیں... عدیل کو یہ بات معلوم ہو اس سے پہلے میں خود کو ختم کر لوں گی مگر عدیل کا سامنا نہیں کر سکوں گی۔" اسے ٹھنڈے پسینے آرہے تھے۔

پری کا فون بند تھا۔

وہ تھک کر بیرونی گیٹ کے سامنے سیڑھیوں پر ہی دونوں ہاتھوں میں سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ اس کے پاس فخر کرنے کے لیے اب کچھ بھی نہیں بچا تھا۔ اس کا سارا غرور ساری اکڑ خود پسندی سب کچھ تہس نہس ہو کر رہ گیا تھا۔

پری اور وانی اس کا فخر اس کا غرور...

ان دونوں نے ہی اس کا گھمنڈ اپنے پیروں کے نیچے روندا تھا۔

"ہمیشہ میں نے مثال کے لیے برا چاہا' برا سوچا اور آج نتیجہ کیا نکلا' میرے اپنے دونوں بچے....."
"میرے اللہ! مجھے معاف کردے.... معاف کردے مجھے...." وہ ہاتھ منہ پر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔
باہر گاڑی رکنے کی آواز آئی تھی۔
"عدیل.... عدیل گھر آگیا ہے۔" اس کا سینے میں سہما ہوا دل جیسے دھڑکنا ہی بھول گیا۔
اور گیٹ کھلنے کے بعد اندر آنے والے کو دیکھ کر اس کی تو سانسیں ہی رک گئیں۔
پری اجڑے حلیے اور لٹے پٹے حال میں بکھرے بالوں' دریدہ لباس کے ساتھ.... ایک کھلی داستان عبرت بنی اپنے قدموں پر گرتی ڈولتی آرہی تھی۔
اس سے پہلے کہ عفت اسے جاکر تھامتی' وہ اس کے پاس سیڑھیوں پر آکر گری اور بے ہوش ہوگئی۔

✿ ✿ ✿

سیفی نے ائیرپورٹ پر جاکر ہوٹل کی گاڑی کو فارغ کیا۔ اس کے چہرے پر خوشی اور اطمینان تھا۔
"مثال نہ سہی' پری سہی.... مثال سے زیادہ بہترین انتخاب....." وہ خود ہی ہنسا۔
اسی وقت اس کا فون بجا۔
"وہی پری ہوگی' مجھے بددعائیں دے رہی ہوگی۔" اس نے فون جیب سے نکالتے ہوئے جیسے مزا لے کر خود سے کہا۔
"جی بشریٰ ماما! فرمائیے.... آج اتنے مہینوں بعد آپ کو میری یاد کیسے ستائی۔ آپ کو بھی مجھے کال کرنا یاد آگیا۔" وہ کال ریسیو کرتے ہوئے شوخی سے طنز بھرے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔
دوسری طرف بشریٰ نے جو کچھ اسے بتایا۔ وہ اس کے ہوش اڑانے کے لیے کافی تھا۔ وہ گنگ سا فون کان سے لگائے ساکت کھڑا تھا۔
"جھوٹ بول رہی ہیں آپ.... مجھے ٹیز کرنے کے لیے آپ ایسی بری بات کریں گی۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔" اسے بہت دیر بعد ہوش آیا تو وہ اردگرد کا خیال کیے بغیر زور سے چیخا تھا مگر دوسری طرف سے فون بند ہوچکا تھا۔
"پاپا.... میرے پاپا.... اب اس دنیا میں نہیں رہے' یہ کیسے ہوسکتا ہے۔" وہ بے یقین سا کھڑا رہا۔

✿ ✿ ✿

فوزیہ ساکت سی بے ہوش پڑی مثال کو دیکھے جارہی تھی۔ پھر وہ بیڈ کی پٹی پکڑ کر جھکی۔ وہ رو رہی تھی۔
"مثال! میری گڑیا! میری جان! میں تو تم سے معافی مانگنے کے لیے آئی تھی۔ تمہاری زندگی کی بہت ساری مصیبتوں کی ذمہ دار میں بھی ہوں۔ میری جلن' میرے حسد اور بے جا انا نے تمہارے ماں باپ کی زندگی میں زہر گھولا اور تم سے اتنے پیار کرنے والے ماں باپ' ایک مکمل گھر چھین لیا۔ جب بھی مجھے یہ سب یاد آتا تھا۔ میں ساری ساری رات سو نہیں پاتی تھی۔ اسی لیے آئی تھی تمہارے سامنے دل کھول سکوں۔ معافی مانگ سکوں۔" وہ پٹی پر سر رکھے روئے جارہی تھی۔
عدیل نے اسے کندھوں سے پکڑا اور زبردستی باہر لے آیا۔
"فوزیہ! سنبھالو خود کو جو کچھ ہوا' اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں تھا۔ یہ سب اسی طرح ہونا تھا۔" وہ اسے ساتھ لگائے تسلی دے رہا تھا۔
"نہیں عدیل! میں جانتی ہوں کہاں کہاں میری غلطی' میرا قصور تھا اور مجھے سزا بھی ملی۔ خالد ایک شکی مزاج'

بے رحم، کنجوس شخص تھا۔ زندگی کے اتنے سارے سال میں نے ایک قفس میں گزارے، جب اس کو مجھ پر کچھ یقین آیا، ہمارے حالات بہتر ہوئے تو ایک ایکسیڈنٹ نے خالد کی ٹانگیں چھین لیں اور عمر بھر کی محتاجی مل گئی۔ عدیل میں نے کبھی تمہیں یہ سب نہیں بتایا، کیسے بتاتی، مجھے میرے اعمال کی سزا ملی تھی، قدرت کی طرف سے....." وہ روئے جارہی تھی۔ عدیل گم صم تھا۔

٭ ٭ ٭

تین ماہ گزر گئے تھے۔

مثال کو ہوش نہیں آسکا تھا۔

ڈاکٹرز کچھ کچھ ناامید ہو چکے تھے۔ لیکن واثق کی امیدیں اسی طرح روشن تھیں، وہ چوبیس میں سے اٹھارہ گھنٹے مثال کے پاس گزارتا۔ اس کا دل کہتا تھا مثال کو ہوش ضرور آئے گا۔

وہ ابھی بھی اس کے پاس بیٹھا یک ٹک اس کو دیکھتا جارہا تھا۔ جس کے چہرے پر اتنا گہرا سکون اور اطمینان تھا جیسے برسوں بعد وہ اتنی میٹھی پرسکون نیند سوئی ہو۔

"مجھے معاف کردو مثال، پلیز۔ یوں نہیں کرو میرے ساتھ۔ آنکھیں کھول دو۔ پلیز، مثال....." اس کی آنکھوں سے بے آواز آنسو بہہ رہے تھے۔

شہزاد نے ان مشکل ترین دنوں میں ایک بھائی کی طرح اس کا ساتھ دیا تھا۔ عاصمہ کا، گھر کا، وردہ کا، سب کا خیال رکھ رہا تھا۔

وہ گھر کے ایک فرد کی طرح ہو چکا تھا۔ وردہ بہت بدل گئی تھی۔ گھنٹوں مثال کے پاس بیٹھی رو، رو کر اس کی صحت یابی کی دعائیں مانگتی رہتی۔

"واثق.....!" کسی نے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے پکارا تھا۔ وہ چونک کر مڑا اور چند لمحے خالی خالی نظروں سے دیکھتا رہا۔

"یہ بشریٰ ہے، مثال کی ماما..... مثال سے ملنے کے لیے آئی ہیں۔" عدیل اس سے کہہ رہا تھا۔

٭ ٭ ٭

بشریٰ، مثال کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے روئے جارہی تھی۔

"میں تمہیں اس لیے تو چھوڑ کر نہیں گئی تھی مثال کہ تم یوں خاموش ہو کر لیٹ جاؤ۔ مجھ سے یوں ناراض ہو جاؤ کہ کبھی بات ہی نہ کرو۔ مجھے دیکھو مثال! میں آگئی ہوں تمہارے پاس..... اپنی بیٹی کے پاس۔ زندگی کی تمام مجبوریوں کی زنجیریں توڑ کر، سب کچھ چھوڑ کر تمہارے پاس آگئی ہوں۔ تم یہی چاہتی تھیں نا، ہم دونوں تمہارے پاس ہوں، تمہارے پاپا اور میں..... دیکھو ہم تمہارے پاس ہیں۔ میری جان آنکھیں کھولو مثال..... مثال..... مثال.....!" وہ اسے پکارتی جارہی تھی۔ جب واثق اور عدیل نے دیکھا۔

مثال کی پلکوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی تھی۔ اس کے لب ہولے سے کھلے۔

"مثال..... مثال..... بیٹا میری جان! آنکھیں کھولو، تمہاری ماما آئی ہے۔" عدیل تیزی سے جھکا اس پر کہہ رہا تھا۔

مثال نے آہستگی سے آنکھیں کھول دیں۔

"ڈاکٹر..... ڈاکٹر..... واثق! ڈاکٹر کو بلاؤ..... مثال کو ہوش آگیا ہے۔ مثال..... تم ٹھیک ہونا..... بیٹا تم سن رہی ہونا ہمیں....." عدیل روتے ہوئے کہے جارہا تھا۔ وہ یک ٹک بشریٰ کو دیکھتی جارہی تھی۔

"ماما! اس نے بہت مدھم آواز میں پکارا تھا۔ بشریٰ اسے دیکھتی رہ گئی۔

✡ ✡ ✡

دائی ٹھیک ہو چکا تھا۔
باقاعدگی سے کالج بھی جانے لگا تھا اور باقی کا سارا وقت عدیل کے ساتھ گزارتا تھا۔
مثال کو آج اسپتال سے ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔
پری بالکل بدل چکی تھی۔ اس کی شوخی، خود پسندی، غرور، تکبر سب ختم ہو چکا تھا۔ اپنے آپ میں گم، ارد گرد سے بے خبر ایک ڈری سہمی لڑکی تھی، جواب کسی سے نہیں ملتی تھی۔ کسی سے بات نہیں کرتی تھی۔
بشریٰ، احسن کمال کی موت کے بعد ابھی پاکستان میں تھی۔
"کچھ عرصہ عمران کے پاس رکوں گی۔ اگر آئندہ ولید کے ساتھ پاکستان سیٹ نہیں ہوئی تو پھر میں بھی اس کے پاس چلی جاؤں گی۔" بشریٰ نے عدیل کو بتایا تھا اور وہ جواب میں کچھ بول ہی نہیں سکا۔
چند لمحوں کی جذباتیت نے ان کی زندگی کی بساط پلٹ کر رکھ دی تھی۔ اب بولنے کو کچھ بچا بھی نہیں تھا۔
دونوں ایک دوسرے کے ساتھ تھے۔ چند لمحوں بعد ہمیشہ کے لیے بچھڑنے والے، دونوں کے دلوں میں بہت کچھ تھا مگر بولنے کا حکم نہیں تھا۔
"میں چلتی ہوں۔ عمران آگیا ہے مجھے لینے کے لیے۔" بشریٰ بہت دیر بعد اٹھتے ہوئے بولی۔ عدیل اسے چھوڑنے گیا اور عفت دونوں کو جاتا دیکھتی رہی۔

✡ ✡ ✡

مثال کو لگا جیسے وہ تین مہینوں بعد نہیں تین صدیوں بعد اپنے کمرے میں آئی ہے۔
پھولوں سے سجا بے حد خوب صورت کمرہ جس میں اس کی اور واثق کی تصویریں لگی تھیں۔ شادی کی، وہ یک ٹک ان تصویروں کو دیکھتے ہوئے، بہت کچھ یاد کر رہی تھی۔
پچھلی بہت ساری چیزوں کو یاد کرتے ہوئے اس کا دماغ تھکنے لگتا تھا۔ وہ بہت کچھ بھول جاتی۔
چیزیں گڈمڈ ہو جاتی تھیں۔ وہ خالی خالی نظروں سے سب کو دیکھتی۔
"میری جان! کوئی جلدی نہیں۔ کچھ بھی یاد کرنے کی، تمہاری پچھلی زندگی میں کیا ہوا تھا۔ اچھا یا برا، سب بھول جاؤ۔ کچھ بھی یاد رکھنے کی ضرورت نہیں، صرف یہ یاد رکھو۔ اس دنیا میں تمہیں سب سے زیادہ چاہنے والا تمہارا شوہر ہے۔ تم جو تین مہینے مزے کی نیند سوئی ہو وہ ان تین مہینوں میں ایک پل سکون سے سو نہیں سکا۔ تم میری بات سن رہی ہو نا مثال..."
وہ اس کے دونوں ہاتھ تھامے گرم جوشی سے کہہ رہا تھا۔
مثال نے آہستگی سے مسکرا کر سر ہلایا۔
"کچھ کھو گی نہیں مثال!" وہ اس کے ہاتھوں پر پیار کی مہر ثبت کرتے ہوئے بولا۔
اس نے آہستگی سے نفی میں سر ہلا دیا اور واثق کے کندھے پر سر رکھ دیا۔
محبت کی اس یقین دہانی کے بعد واثق کو مثال سے کچھ اور چاہیے بھی نہیں تھا۔ اس نے بھی سکون سے آنکھیں موند لیں۔